نفلی عبادت کے فساد اوراس کی قضاء کے بارے میں فقہاء کرامؒ کی آراء کا تقابلی جائزہ

Opinions of the jurists regarding the breach of nafli worship and its Qada: A Comparative Analysis

ڈاکٹر حافظ صالح الدین حقانی[i] ثناءاللہ[ii]

Abstract

There is complete consensus among the four jurists "Imams" of Islamic Sharia, on the fact that any "Nafli Hajj or Umara" becomes mandatory when it is incepted or begun, and then it is discontinued (left incomplete) its repeating (Qada) is essential but there is difference of opinions regarding other "Nafli worships" among them. The detail discourse of this assumption is that some people ask as to whether any such "Nafli" worship (Ibadat) the completion of which depends on its termination and that which if it becomes obligatory after having been declared as "Nazar" does such "worship" become binding if it is discontinued in the middle of the procedure. And is its "Qada" obligatory or not?

This assumption has ever been remained under focus since the era of the respectable companions of the Prophet (PBUH) and the companions of the companions of the Prophet (PBUH) i.e "Ta`abeen" . In view of Abu-Bakar Siddiq (RA), Umar (RA), ibn Umar (RA), Ibn Abbas (RA), Jabir bin Abdullah (RA), Aisha Siddiqa (RA), Um-e-Salma, Hssan Basary, Saeed bin Jubair, Imam Abu Haneefa, Imam Malik, Abu Yousaf and Imam Muhammad (RA), the same worships once begun shall become obligatory while in the case of the discontinuation of such worship its re-offering

---

i ایسوسی ایٹ پروفیسر، چیرمین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

shall become obligatory. But according to some other group of eminent Saha'aba such as Mujahid, Tawoos, Ata'a Sauri, Imam shafi Ahmad and Ishaque (RA) in the case of the discontinuation of a "Nafli worship" the same is considered preferable to be re-offered but it is not obligatory.

In the article under reference efforts have been made to present an analytical study of the rationales with proofs of both the groups.

Key words: *Worship ,Obilgatoty ,Reccomende, Analysis*

ائمہ اربعہؒ کااس بات پر اتفاق ہے کہ نفلی حج اور عمرہ شروع کرنے سے لازم ہو جاتے ہیں اور فساد کی صورت میں اس کی قضاء لازم ہے، لیکن اس کے علاوہ دیگر نفلی عبادات میں اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایسی نفل عبادت جس کی ابتداءانتہاءپر موقوف ہواور نذر ماننے کی وجہ سے وہ عبادت واجب بھی ہو جاتی ہو، شروع کرنے سے ایسی عبادت واجب اور لازم ہو جائیگی یا نہیں؟ نیز ایک مرتبہ شروع کرنے کے فساد کی صورت میں اس کی قضاءلازم ہے یا نہیں؟

یہ مسئلہ حضرات صحابہ کرام اورتابعین کے دور سے مجتہد فیہ چلاآرہاہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، عائشہ صدیقہؓ، ام سلمہؓ، حسن بصریؒ، سعید بن جبیرؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمد رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نزدیک مذکورہ عبادت ایک مرتبہ شروع کرنے سے واجب ہو جائیگی، اور ایسی عبادت شروع کرنے کے بعد فاسد کردینے کی صورت میں اس پر اسکی قضاءلازم ہو گی، اور حضرت مجاہد، طاؤوس، عطاء، ثوری، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک فساد کی صورت میں قضاء کرنا مستحب اور مستحسن ہے لیکن ضروری اور واجب نہیں۔

زیر نظر آرٹیکل میں فریقین کے دلائل کو تحقیقی اور استقصادی مراحل سے گزارا جانے کی کوشش کی گئی ہیں۔

فریق اول کے آراء کا تحقیقی جایزہ

فریق اول مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کرتے ہیں:

1. آیۃ کریمہ: وَلَاتُبْطِلُوْٓا أَعْمَالَكُمْ[1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمل باطل اور ضائع کرنے سے منع فرمایالہذا کوئی نیک عمل شروع کرنے کے بعد اس کو بطلان اور ضیاع سے بچاناضروری ہے اور بطلان کی صورت میں قضاء کرناضروری ہے۔

علامہ ابو عمر یوسف بن عبداللہ (المعروف بابن عبدالبر) رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۶۳ھ نے الاستذکار میں فرمایاہے کہ مسئلہ مبحوث عنہاپر اس آیت سے استدلال کرنے والے اس آیت کی تفسیر میں علماء کرام کے اقوال سے ناواقف ہیں[2]۔

ان کے بعد کے حضرات نے ان کے قول کو لے کر اس آیت سے استدلال کو مخدوش قرار دیااور استدلال کرنے والے تمام علماءوائمہ کو اس قول کی روشنی میں ناواقف قرار دیاچنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری[3] میں اور معروف غیر مقلد عالم و محدث علامہ عبیداللہ مبارکفوری رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۱۴ھ نے مشکوۃ المصابیح کی شرح مرعاۃ المفاتیح میں حدیث "الاان تطوع" کی تشریح میں یہی فرمایا۔

لیکن ان کی یہ تجہیل وتغلیط درست نہیں کیونکہ آیت کی تفسیر صرف ان کے ذکر کردہ اقوال میں منحصر نہیں بلکہ حضرات مفسرین کے اس کے علاوہ اور بھی مختلف اقوال ہیں جو مندرجہ ذیل تفاسیر میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں:

زادالمسیر فی علم التفسیر للامام ابن الجوزیؒ، تفسیر سورۃ محمد ۴: ۱۲۲، دارالکتاب العربی، بیروت

تفسیر مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر للامام فخر الدین الرازیؒ، ۲۸: ۶۱ داراحیاءالتراث العربی، بیروت

تفسیر فتح القدیر للشوکانی ۵: ۴۹، دارالکلم الطیب، بیروت

بلکہ اخیر الذکر نے تو حضرات مفسرین کے مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد آیت کے مفہوم میں یہاں تک تعمیم فرمایاکہ جس کے بعد مزید کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

والظاهر النهي عن كل سبب من الأسباب التي توصل إلى بطلان الأعمال، كائنا ما كان، من غير تخصيص بنوع معين

چنانچہ اسی بنیاد پر حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۵ھ نے حافظ ابن عبد البر کی اس بات کو رد فرمایا[4]۔

نیز اگر اس حصر کو تسلیم بھی کیا جائے تو بھی "العبرة لعموم المعنى لالخصوص اللفظ" کا اصول اور قاعدہ مسلم ہے چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۴۰۲ھ علامہ ابن عبد البرؒ کے اس کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت وقدثبت فی الاصول ان العبرة لعموم المعنی لالخصوص المبنی[5]

2. سنن الترمذی کی روایت ہے:[6]

روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نفلی روزے توڑنے کی خبر دینے پر آپ ﷺ کا اقضیا یوما آخر مکانہ فرمانا اس باب میں بالکل صریح ہے کہ نفلی روزہ شروع کرنے سے لازم اور واجب ہو جاتی ہے اس کو توڑنا جائز نہیں، توڑنے کی صورت میں قضاء لازم ہے۔

اس روایت کے اسناد پر کئی طرح سے کلام کیا گیا ہے، جس میں سب سے تفصیلی کلام امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۵۸ھ نے فرمایا چنانچہ آپؒ پر السنن الصغری میں مختصر اور السنن الکبری میں بڑا تفصیلی کلام کیا ہے جس کا حاصل مندرجہ ذیل نکات ہیں:

أ. امام زہری سے ثقات حفاظ مثلاً امام مالک بن انس، یونس بن یزید، معمر بن راشد، ابن جریج یحی بن سعید، عبید اللہ بن عمر، سفیان بن عیینہ، محمد بن الولید الزبیدی، بکر بن وائل اور ان کے علاوہ دیگر حفاظ نے یہ روایت منقطعاً نقل کی ہیں۔

ب. جعفر بن برقان، صالح بن ابی الاخضر، سفیان بن حسین نے امام زہری سے یہ روایت مرفوعاً نقل کی ہے لیکن یہ ان حضرات کو وہم ہو گیا ہیں، کیونکہ امام زہری نے عروہ سے اس روایت کا سماع نہیں کیا چنانچہ امام بیہقیؒ نے کئی سندوں کیساتھ امام ابن جریج اور سفیان سے نقل کیا ہیں کہ جب امام زہری سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا (التمہید میں

ذکر کردہ بعض روایات کی بنیاد پر پوچھنے والا خود ابن جریج ہے) کہ کیا آپ نے براہ راست عروہ سے سماع کیا تو انہوں نے نفی میں جواب دیا اور فرمایا کہ سلیمان بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حوالہ سے یہ روایت سنائی تھی۔

ت. امام ابن جریج اور سفیان کی اس شہادت کی بنیاد پر ابو بکر حمیدی، معمر، امام بخاری اور محمد بن یحی الذہلی نے بھی اس روایت کے موصولاً نقل کرنے کو قبول نہیں فرمایا۔

ث. جریر بن حازم نے یحی بن سعید عن عمرۃ عن عائشہؓ کی طریق سے اس کو مرفوعاً نقل کیا ہے ، جریر بن حازم اگرچہ ثقہ ہے لیکن مرفوعاً روایت کرنے میں ان سے غلطی ہوئی ،امام احمد بن حنبلؒ اور امام علی بن المدینیؒ نے اس کو خطا قرار دیا، یحی بن سعید کی یہ روایت اصلاً مرسل ہے۔

ج. یہ روایت ایک اور سند "عن زمیل مولی عروۃ عن عروۃ عن عائشہ "سے بھی منقول ہے لیکن یہ سند بھی قوی نہیں ہے کیونکہ عروہ سے زمیل کی سماع ثابت نہیں، لیکن ان تمام نکات کے باوجود مذکورہ روایت سے استدلال کرنے کو رد نہیں کیا جا سکتا جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

أ. مندرجہ ذیل نکات پر غور کرنے سے وضاحت کیساتھ معلوم ہوتا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی نے سارا زور اس بات پر لگایا ہے کہ یہ روایت مرفوعاً و موصولاً ثابت نہیں، جہاں تک اس روایت کے نفس ثبوت کا تعلق ہے تو خود امام بیہقیؒ کو بھی اس سے انکار نہیں بلکہ وہ بھی اس کو مرسل تسلیم فرماتے ہیں چنانچہ اپنے اس پورے تفصیلی کلام میں صرف وصل ہی کو رد فرمانا اس کی واضح دلیل ہے، چنانچہ السنن الکبری میں: والمحفوظ عن یحی بن سعیدعن الزهری عن عائشة مرسلا اور السنن الصغری کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

واماحديث عروةعن عائشة ومعرة عن عائشة فى الامربالقضاء فلم يثبت اسناده وانمارواه الحفاظ عن الزهرى مرسلاً"[7]

کہنا اس کا صاف صاف اقرار ہے کہ روایت کے مرسلاً ثبوت میں کوئی کلام نہیں۔

لہٰذا اگر امام بیہقیؒ کے مذکورہ تمام جرح و تنقید کیساتھ اتفاق کر کے اس روایت کو متصل کہنے کے بجائے مرسل بھی کہا جائے تو بھی مستدلین حضرات کے استدلال پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ ان کے نزدیک حدیث مرسل بھی قابل احتجاج ہے خاص کر جب دیگر کئی طرق سے اسکی تائید و متابعت ہو جائے۔

چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۴۰۲ھ فرماتے ہیں:

وبالجملة انهم لم يختلفوا فى تصحيح المرسل وانماانكروااتصالهفلابدان يكون دليلا لمن احتج بالمرسل،لاسيمااذاتوبع بالمراسيل العديدة،على ان من انكرالاحتجاج بالمرسل سلم الاحتجاج بمرسل تايدبمرسل اخر فضلا بعدة مراسيل[8]

بعض حضرات نے اس کو مرسل کہنے پر اشکال کیا کہ مرسل تو وہ حدیث ہے جس کے سند سے صحابی منقطع ہو اور یہاں تو صحابی سے پہلے کا واسطہ مفقود ہے اسلئے یہ مرسل نہیں بلکہ منقطع ہے، نیز چونکہ امام زہری صغار تابعین میں سے ہے اسلئے اس کا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرفوعاً روایت کرنا منقطع ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اعتراض سطحیت پر مبنی ہے کیونکہ محدثین کے نزدیک مرسل کا مفہوم اتنا محدود نہیں، بلکہ اہل فن کے نزدیک اس مفہوم میں کافی وسعت ہے، جس کا خلاصہ علامہ زین الدین عبد الرحیم العراقی (رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۰۶ھ) نے اپنے مفید کتاب "ألفية الحديث" کے ان اشعار میں پیش کیا:

مرفوع تابع على المشهور ... مرسل أو قيده بالكبير

أو سقط راو منه ذو أقوال ... والأول الأكثر في استعمال

واحتج (مالك) كذا (النعمان) ... وتابعوهما به ودانوا[9]

مزید تفصیل کے لئے امام حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۶۴۳ھ) کی "معرفۃ انواع علم الحدیث[10]" اور امام سخاویؒ (المتوفی ۹۰۲ھ) کی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث "[11] کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہو گا۔

مذکور بالا روایت مندرجہ ذیل اسناد کیساتھ متصل منقول ہے:

أ. زہری کے طریق سے جو اس سے اس کے تقریباً ایک درجن شاگردوں نے روایت کی جس میں عبیداللہ بن عمر، یحی بن سعید، حجاج بن ارطاۃ، ابراہیم بن عقبہ، جعفر بن برقان، سفیان بن حصین، صالح بن الاخضر، اسماعیل بن ابراہیم، محمد بن ابی حفصۃ، صالح بن کیسان، وغیرہم حضرات شامل ہیں، امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام سفیان اور جریج کی حکایت نقل فرما کر اس کو مرسل قرار دیا۔

ب. دوسری سند جس میں امام زہری کا واسطہ بھی نہیں وہ "عن ابن الهادعن زميل مولى عروة عن عروة عن عائشة" کی طریق ہے، اس پر امام بیہقی نے یہ اشکال کیا کہ زمیل کی سماع عروۃ سے ثابت نہیں، جبکہ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ[12] اور امام ابوداؤد نے[13] اس طریق پر سکوت اختیار کیا جو کہ ان کے نزدیک کم از کم حدیثِ حسن کا رتبہ ہے، اسی طرح امام حبان المتوفی ۳۵۴ھ نے الثقات میں لکھا ہے۔

زميل بن عباس مولى عروة بن الزبير يروي عن عروة بن الزبير روى عنه بن الهاد[14] کہہ کر سکوت کیا۔

ت. عن ابن وهب عن جريربن حازم عن يحى بن سعيدعن عمرة عن عائشة یہاں جریربن حازم متصلاً روایت کررہاہے لیکن امام بیہقیؒ جریر بن حازم کو ثقہ تسلیم فرمانے کے باوجود نے اس رفع کے طریق کو جریر بن حازم کی خطا پر محمول فرمایا۔

ث. امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سند صحیح کیساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل فرمائی جس میں "ساصوم يومامكان ذلک" کے الفاظ ہے، یہ روایت امام طحاویؒ نے "اسماعيل بن يحى المزنى عن الامام الشافعيعن سفيان عن طلحة بن يحى بن طلحةعن عمتهعائشة بنت طلحة عن عائشة" کی طریق متصل سے نقل فرمایا جس میں نہ زمیل کا واسطہ ہے نہ جریر بن حازم کا۔

ج. اس روایتمیں نہ زہری کا واسطہ ہے اور نہ ہی زمیل اور جریر بن حازم کا، اور دیگر روایات وطرق کے مقابلے میں اس طریق کے الفاظ "اقضيا يوما مكانه، ولاتعودا" بھی اپنے باب میں بالکل صریح ہے کہ (بلاعذر) نفلی روزہ توڑنا جائز نہیں، اور توڑنے کی صورت میں قضاء واجب ہے[15]۔

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ روایت محمد بن عمرو سے صرف محمد بن ابی سلمۃ نے روایت کی ہے اور محمد بن مہران اس میں متفرد ہے۔ لیکن واضح رہے کہ محمد بن مہران حضرات شیخین (امام بخاری، امام مسلم) امام ابوداؤد، امام ابوزرعہ اور ابوحاتم کے استاد اور ثقہ راوی ہے امام ابن حبانؒ نے الثقات میں[16] اور حافظ مزیؒ نے تہذیب الکمال فی اسماء الرجال[17] اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب[18] میں اس کی توثیق کی ہے، امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ان سے روایات لی ہے[19] اس لئے محض ان کا تفرد موجب قدح نہیں۔

چنانچہ علامہ خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں:

قال الجمهور من الفقهاء وأصحاب الحديث: زيادة الثقة مقبولة إذا انفرد بهاولم يفرقوا بين زيادة يتعلق بها حكم شرعي أو لا يتعلق بها حكم وبين زيادة توجب نقصانا من أحكام تثبت بخبر ليست فيه تلك الزيادة وبين زيادة توجب تغيير الحكم الثابت أو زيادة لا توجب ذلك وسواء كانت الزيادة في خبر رواه راويه مرة ناقصا ثم رواه بعد وفيه تلك الزيادة أو كانت الزيادة قد رواها غيره ولم يروها هو---والذي نختاره من هذه الأقوال أن الزيادة الواردة مقبولة على كل الوجوه ومعمول بها إذا كان راويها عدلا حافظا ومتقنا ضابطا، والدليل على صحة ذلك أمور، أحدها: اتفاق جميع أهل العلم على أنه لو انفرد الثقة بنقل حديث لم ينقله غيره لوجب قبوله....[20]

ح.

حدثنا سليمان بن المعافى بن سليمان، حدثني أبي، ثنا خطاب بن القاسم،عن خصيف،عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهما، أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل على عائشة وحفصة وهما صائمتان، ثم خرج فرجع وهما تأكلان فقال: «ألم تكونا صائمتين؟» قالتا: بلى، ولكن أهدي لنا هذا الطعام فأعجبنا فأكلنا منه قال: «صوموا يوما مكانه[21]»

اس روایت کے مطابق بھی حضور ﷺ نے حضرت عائشہ وحفصہؓ کو نفلی روزہ توڑنے پر اس کی جگہ قضاء رکھنے کا حکم فرمایا اور صیغہ امر استعمال فرمایا جو اصولاً وجوب کا تقاضا کرتی ہے[22]۔

امام طبرانیؒ المتوفی ۳۶۰ھ نے اس حدیث کو المعجم الصغیر میں روایت کرکے "خطاب بن القاسم" کا تفرد قرار دیا، لیکن یہ بھی موجب قدح نہیں، کیونکہ "خطاب بن القاسم" امام ابوداؤد اور امام

نسائی کے استاد ہے امام دارمی، یحی ابن معین اور امام حبان سمیت بہت سے حضرات محدیثن نے اس کو ثقہ قرار دیا۔[23]

لہذا اگر امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی وغیرہ حضرات کے سارے نکات سے اتفاق کر کے زہری اور زمیل والے اسناد کو غیر متصل بھی قرار دیا جائے تو بھی ان متابعات کی وجہ سے یہ حدیث قابل استدلال بن جاتی ہے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی المتوفی ۳۲۱ھ نے فرمایا:

فقد فسد هذا الحديث بما قد دخل في إسناده مما ذكرنا وقد روي في ذلك عن عائشة رضي الله عنها أيضا من غير هذا الوجه

حدثنا أحمد بن عبد الرحمن قال: ثنا عمي عبد الله بن وهب قال: أخبرني جرير بن حازم عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة رضي الله عنها فذكر مثل حديث ربيع الجيزي غير أنه قال فبدرتني حفصة رضي الله عنها بالكلام وكانت ابنة أبيها

حدثنا ابن أبي عمران قال: ثنا أحمد بن عيسى المصري قال: ثنا ابن وهب فذكر بإسناده مثله فكان مما احتج به أهل المقالة الأولى في إفساد هذا الحديث أيضا أن حماد بن زيد قد رواه عن يحيى بن سعيد موقوفا ليس فيه عمرة.

حدثنا بذلك ابن أبي عمران , قال: ثنا أبو بكرة الرمادي قال: ثنا علي بن المديني قال: ثنا حماد بن زيد عن يحيى بن سعيد , بذلك يعني: ولم يذكر عمرة فهذا هو أصل الحديث وقد روي عن عائشة رضي الله عنها أيضا في هذا من غير هذا الوجه-ما حدثنا إسماعيل بن يحيى المزني قال: ثنا محمد بن إدريس الشافعي قال: ثنا سفيان عن طلحة بن يحيى بن طلحة عن عمته عائشة بنت طلحة عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم[24]

جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ایک طریق میں کوئی ضعف ہے اور وہ ضعف بھی راوی کے فسق کی وجہ سے نہیں ہے، تو دوسرے طرق سے جب اس کی تائید ومتابعت ہوتی ہے تو مؤیدات ومتابعات کی وجہ سے روایت قابل احتجاج واستدلال ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اول چار اسناد کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی کے جرح کو اگر تسلیم بھی کیا جائے تو بھی مندرجہ بالا دیگر اسناد نقد وجرح سے بالکل سالم ہے جو اس روایت کو قابل احتجاج بنانے کیلئے کافی ہے۔

خ.

حدثنا محمد بن أحمد بن عمرو بن عبد الخالق , ثنا علي بن سعيد الرازي ثنا عمرو بن خلف بن إسحاق بن مرسال الخثعمي ثنا أبي , ثنا عمي إسماعيل بن مرسال ثنا محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله قال: صنع رجل من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاما فدعا النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابا له فلما أتى بالطعام تنحى أحدهم فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: «ما لك؟» قال: إني صائم , فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: " تكلف لك أخوك وصنع ثم تقول: إني صائم كل وصم يوما مكانه[25] "

اس حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد "صم یومامکانہ" اس معنی میں بالکل صریح ہے اور "صم "صیغہ امر ہے جس کا وجوب میں استعمال حقیقت ہے جس سے بغیر قرینہ صارفہ کے استحباب مراد لینا اصول کے خلاف ہے۔

د.

أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق، أنبأ أبو عبد الله بن يعقوب، ثنا محمد بن عبد الوهاب، أنبأ جعفر بن عون، أنبأ مسعر، عن حبيب بن أبي ثابت، عن عطاء، عن ابن عباس قال: " إذا أصبح أحدكم صائما فبدا له أن يفطر فليصم يوما مكانه أو قال مكانه يوما[26]

ذ.

روينا من طريق وكيع عن سيف بن سليمان المكي عن قيس بن سعد عن داود بن أبي عاصم عن سعيد بن المسيب قال: خرج عمر بن الخطاب يوما على أصحابه فقال: إني أصبحت صائما فمرت بي جارية لي فوقعت عليها فما ترون؟ قال: فلم يألوا ما شكوا عليه، وقال له علي: أصبت حلالا وتقضي يوما مكانه؛ قال له عمر: أنت أحسنهم فتيا[27]

اس روایت میں کئی حضرات صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت علیؓ کا "تقضی یومامکانہ" پر فتوی دینا حضرت عمرؓ کا اس کی تحسین وتصویب فرمانا اور موجودہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا اختلاف نہ کرنا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اگر جمیع صحابہ کرام کا نہیں تو کم از کم کبار صحابہ کرام میں سے ایک جم غفیر کا یہی موقف تھا کہ نفلی عبادت شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اور فاسد کرنے سے اس کی قضاء واجب ہو جائیگی، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت نمبر ۶ سے بھی معلوم

ہوتا ہے کہ حضرت انس بن سیرین کو شدید پیاس کی وجہ سے نفلی روزہ توڑنے پر کئی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قضاء کرنے کا حکم دیا۔

روایت نمبر٦تا١٠[28]

ر۔ قیاس علی النذر

اگر ایک کوئی شخص زبانی للہ نظر مانگے تو چونکہ اس کی نظر للہ تھی اب اس کی بات کو بطلان سے بچانے کے لئے ایفاء نذر کا حکم دیا گیا، آیۃ کریمہ "ولیوفوانذورھم" میں اس کی طرف واضح اشارہ موجود ہے توجب صرف زبانی تسمیہ کی صیانت اور حفاظت عن البطلان ضروری ہے جب کہ ابتداء کے مقابلہ میں بقاء کا سہل ہونا مسلم ہے توجب صرف زبانی نذر (جو کہ ایک سہل حرکت ہے) کو بطلان اور ضیاع سے بچانے کے لئے ایفاء نذر کا وجوبی حکم دے کر اس کو ضروری قرار دیا گیا تو عملاً شروع کی ہوئی عبادت کو ضیاع سے بچانا بطریقِ اولیٰ واجب ہونا چاہئے۔

نتائج

شروع کرنے سے نفلی عبادت کے واجب ہونے اور فاسد کرنے کی صورت میں وجوب قضاء کا مسئلہ فقہاء نے اپنی طرف سے نہیں گھڑا، بلکہ یہ صحابہ کرامؓ اور خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ فقہاء کرامؒ کو اس مسئلہ کی بنیاد پر ہدف تنقید بنانا، ان کو اپنی طرف سے مسائل ایجاد کرنے کی نسبت کرکے ان کو توہین کرنا صرف علمی بے مایگی کی ایک واضح دلیل ہے۔ یہ مسئلہ مجتہد فیہا ہے کسی ایک مسلک اور مذہب کو متعین طور پر درست قرار دینا اور دوسرے موقف کو بالکل غلط کہنا بھی غلو ہے جس سے ائمہ مذاہب بالکل بری ہیں، اس لیے اس غلو سے گریز کرنا بھی ضروری ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ محمد ٤٧: ٣٣

2 چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

وأما من احتج في هذه المسألة بقوله (ولا تبطلوا أعمالكم)(سورة محمد 30) فجاهل بأقوال أهل العلم فيها وذلك أن العلماء فيها على قولين فقول أكثر أهل السنة لا

تبطلوها بالرياء أخلصوها لله،وقال آخرون (ولا تبطلوا أعمالكم)بارتكاب الكبائر (الاستذكار،كتاب الصوم،باب قضاء التطوع ۳:۳۵۳

3 كتاب الصوم،باب من اقسم على اخيهليفطرولم يرعليه قضاء۴: ۲۱۳

4 علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فإن قلت: قال أبو عمر: أما من احتج في هذه المسألة بقوله تعالى: {ولا تبطلوا أعمالكم} (محمد: 33) . فجاهل بأقوال أهل العلم، وذلك أن العلماء فيها على قولين، فيقول أكثر أهل السنة: لا تبطلوها بالرياء أخلصوها لله تعالى، وقال آخرون: لا تبطلوا أعمالكم بارتكاب الكبائر. قلت: من أين لأبي عمر هذا الحصر.

وقد اختلفوا في معناه، فقيل: لا تبطلوا الطاعات بالكبائر، وقيل: لا تبطلوا أعمالكم بمعصية الله ومعصية رسوله، وعن ابن عباس: لا تبطلوها بالرياء والسمعة، عنه بالشك، والنفاق، وقيل: بالعجب، فإن العجب يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب. وقيل: لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والأذى على أن قوله: {ولا تبطلوا أعمالكم} (محمد: 33) . عام يتناول كل من يبطل عمله، سواء كان في صوم أو في صلاة ونحوهما من الأعمال المشروعة، فإذا نهى عن إبطاله يجب عليه قضاؤه ليخرج عن عهدة ما شرع فيه وأبطلهعمدة القاري شرح صحيح البخاري ،كتاب الصوم،باب من اقسم على اخيه ليفطرولم يرعليه قضاء،11 : 77

5 أوجزالمسالک الی موطاامام مالک، کتاب الصوم، رقم الحدیث ۶۱۰، ج۵ ص ۲۷۷۔

6 حدثنا أحمد بن منيع قال: حدثنا كثير بن هشام قال: حدثنا جعفر بن برقان، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة قالت: كنت أنا وحفصة صائمتين، فعرض لنا طعام اشتهيناه فأكلنا منه، فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبدرتني إليه حفصة، وكانت ابنة أبيها، فقالت: يا رسول الله، إنا كنا صائمتين، فعرض لنا طعام اشتهيناه فأكلنا منه، قال: «اقضيا يوما آخر مكانه» : وروى صالح بن أبي الأخضر، ومحمد بن أبي حفصة هذا الحديث، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة مثل هذا، ورواه مالك بن أنس، ومعمر، وعبيد الله بن عمر، وزياد بن سعد، وغير واحد من الحفاظ، عن الزهري، عن عائشة

مرسلا، ولم يذكروا فيه عن عروة، وهذا أصح لأنه روي عن ابن جريج قال: سألت الزهري قلت له: أحدثك عروة عن عائشة؟ قال: لم أسمع من عروة في هذا شيئا، ولكني سمعت في خلافة سليمان بن عبد الملك من ناس، عن بعض من سأل عائشة عن هذا الحديث، حدثنا بذلك علي بن عيسى بن يزيد البغدادي قال: حدثنا روح بن عبادة، عن ابن جريج فذكر الحديث، «وقد ذهب قوم من أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم إلى هذا الحديث فرأوا عليه القضاء إذا أفطر وهو قول مالك بن أنس»(سنن الترمذي،ابواب الصوم،باب من راى ايجاب القضاءعليه، 3: 103

7 ابواب الصيام،باب من خرج من صوم التطوع قبل اتمامه،رقم الحديث۱۴۳۹

8 أوجزالمسالک الی موطاامام مالک،کتاب الصوم،رقم الحديث ۶۱۰

9 الفیۃالعراقی،المرسل،ص۱۰۴،مکتبہ دارالمنہاج،بیروت

10 معرفۃانواع علم الحدیث،النوع التاسع،معرفۃالمرسل:۱۲۶،دارالکتب العلمیۃ،بیروت

11 فتح المغیث شرح الفیۃالحدیث،المرسل،ج۱ص۱۵۲-۱۷۳

12 کتاب الصیام،باب ماىجب علی الصائم المتطوع اذاافطر۳: ۳۶۱

13 سنن ابی داؤد،کتاب الصوم،باب من رای علیہ القضاء۲:۳۳۰

14 الثقات لابن حبان،من روی عن اتباع التابعین،باب المیم،رقم الراوی۱۵۳۶۹،۹:۹۳

15 حدثنا موسى بن هارون، نا محمد بن مهران الجمال قال: ذكر محمد بن أبي سلمة المكي، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة قال: أهديت لعائشة، وحفصة هدية وهما صائمتان فأكلتا منها، فذكرتا ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: «اقضيا يوما مكانه، ولا تعودا»لم يرو هذا الحديث عن محمد بن عمرو إلا محمد بن أبي سلمة، تفرد به: محمد بن مهران (المعجم الأوسط ،باب الميم،رقم الحديث8012)

16 الثقات لابن حبان،من روی عن اتباع التابعین،باب المیم،رقم الراوی۱۵۳۶۹، ۹:۹۳

17 تہذیب الکمال فی أسماء الرجال،باب المیم،رقم الراوی۲۶،۷،۲۶۳: ۵۲۰

18 تہذیب التہذیب،باب المیم،محمد مع المیم فی الاباء،رقم الراوی۷۷۵

19 صحیح البخاری،کتاب مواقیت الصلاۃ،باب وقت المغرب،رقم الحدیث۵۵۹،نیز باب الجہر بالقراءۃ فی الکسوف،رقم الحدیث۱۰۶۵

20الكفاية في علم الرواية ، باب القول في حكم خبر العدل إذا انفرد برواية زيادة فيه لم يروها غيره، 1 : 424

21 المعجم الكبير للطبراني ،باب العين،عكرمة عن ابن عباس،رقم الحديث١٢٠٢٧

22 حدثنا موسى بن هارون، نا محمد بن مهران الجمال قال: ذكر محمد بن أبي سلمة المكي، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة قال: أهديت لعائشة، وحفصة هدية وهما صائمتان فأكلتا منها، فذكرتا ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: «اقضيا يوما مكانه، ولا تعودا»لم يرو هذا الحديث عن محمد بن عمرو إلا محمد بن أبي سلمة، تفرد به: محمد بن مهران (المعجم الأوسط ،باب الميم،رقم الحديث8012)

23 چنانچہ حافظ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۷۴۲ھ فرماتے ہیں:

خطاب بن القاسم الحراني ، أبو عمر قاضي حران ، روى عن: خصيف بن عبد الرحمن الجزري (د س) وزيد بن أسلم ، وسليمان الأعمش، وأبي الواصل عبد الحميد بن واصل، وعبد الكريم بن مالك الجزري. روى عنه: أبو جعفر عبد الله بن محمد النفيلي (د) وعمروبن خالد الحراني، ومحمد بن موسى بن أعين، والمعافى بن سليمان الرسعني (س)، ومعلل بن نفيل الحراني.قال عثمان بن سعيد الدارمي، عن يحيى بن معين: ثقة ، وقال أبو عثمان البرذعي، عن أبي زرعة: منكر الحديث، يقال: إنه اختلط قبل موته. وقال عبد الرحمن بن أبي حاتم عن أبي زرعة : ثقة. وقال عن أبيه : يكتب حديثه. وذكره ابن حبان في "الثقات" .روى له أبو داود حديثا، والنسائي آخر، وقد وقع لنا كل واحد منهما بعلو(تهذيب الكمال في أسماء الرجال ،باب الخاء،برقم1699)

24 شرح معاني الآثار،كتاب الصيام،باب الرجل يدخل فى الصيام تطوعاثم يفطر 2 : 109

25 سنن الدارقطني ،كتاب الصيام،رقم الحديث2241

26 السنن الكبرى للبيهقي،كتاب الصيام،باب من راى عليه القضاء،رقم الحديث8372

27 المحلى بالآثار، كتاب الصيام،الافطارفى صوم التطوع4 : 418

28 حدثنا إسماعيل بن إبراهيم، عن عثمان التيمي، عن أنس بن سيرين، «أنه صام يوم عرفة، فعطش عطشا شديدا فأفطر، فسأل عدة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، فأمروه أن يقضي يوما مكانه(9094)حدثنا وكيع، عن مسعر، عن حبيب، عن عطاء، عن ابن عباس، قال: «يقضي يوما مكانه،(9095)حدثنا ابن مبارك، عن عبد الرحمن بن يزيد، عن جابر، قال: سألت مكحولا عن رجل أصبح صائما، عزمت عليه أمه أن يفطر قال: كأنه كره ذلك، وقال: «يقضي يوما مكان (9096)حدثنا عباد بن العوام، عن هشام، عن الحسن، قال: «إذا تسحر الرجل فقد وجب عليه الصوم، فإن أفطر فعليه القضاء(9097)حدثنا عبد الرحيم بن سليمان، عن عبد الله بن مسلم، عن عطاء، ومجاهد، أنهما كانا إذا زارا رجلا أو دعيا إلى طعام، وهما صائمان إن سألهما أن يفطرا أفطرا، وكانا يقولان: «نقضي يوما مكانه(مصنف ابن أبي شيبة،كتاب الصيام،الرجل يصوم تطوعا ثم يفطر،2 :290)